© rasailojaraid.com

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ
سابق پروفیسر عربی پنجاب یونیورسٹی

لُغاتُ القرآن

انجیل | از روئے قرآن مجید انجیل وہ الہامی کتاب ہے جو خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ کو عطا فرمائی تھی۔ انجیل کا لفظ قرآن مجید کی چھ مختلف سورتوں میں بارہ مرتبہ آیا ہے۔ چنانچہ سورۃ المائدہ میں انجیل کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے:

وَقَفَّيْنَا عَلٰى اٰثَارِهِمْ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ
اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ

(ہم نے ان انبیاء کے بعد قدم بقدم عیسیٰ فرزند مریم کو بھیجا، جس نے پیشِ نظر تورات کی تصدیق کی اور ہم نے اسے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے)۔

قرآنِ پاک کے دیگر مقامات میں بھی جہاں کہیں انجیل کا ذکر آیا ہے، اسی طرح ایک الہامی کتاب کی حیثیت سے آیا ہے۔ لیکن جو انجیل آج کل عیسائیوں کے ہاں متداول ہے وہ ایک انجیل نہیں بلکہ چار الگ الگ کتابیں ہیں، جن میں سے ہر ایک انجیل کہلاتی ہے۔ اور اپنے مؤلف کی طرف منسوب ہے۔ ان اناجیل اربعہ کو متی، مرقس، لوقا اور یوحنا نے (مغربی علماء کی تحقیق کے مطابق) حضرت مسیح کے تقریباً ایک سو سال بعد تالیف کیا تھا۔ ان میں حضرت عیسیٰ کی زندگی کے چند متفرق واقعات اور ان کے معجزات و کرامات کا ذکر آیا ہے۔ اور ان کے علاوہ ان کی تعلیم و تلقین بھی شامل ہے، جو بیشتر امثال (PARABLES) اور پند و نصیحت کی صورت میں ہے۔ اور جس میں پہاڑی والے وعظ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ (دیکھو انجیل متی)

ابو منصور جوالیقی نے اپنی کتاب المعرب میں انجیل کو ایک عجمی کلمہ بتایا ہے، جس کو معرب کر لیا گیا ہے، اس کے بعد بعض لوگوں کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اگر انجیل عربی لفظ ہے تو اس کا اشتقاق نجل سے ہوگا۔ اور وہ افعیل کے وزن پر ہے۔ لیکن علامہ زمخشری نے اس قول کو قبول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ "تورات اور انجیل دونوں عجمی یعنی غیر عربی لفظ ہیں۔ اور تکلف سے کام لیکر ان کو وری اور نجل سے مشتق بتانا اور ان کا وزن تفعلہ اور افعیل قرار دینا صرف اس وقت صحیح ہوسکتا ہے جب یہ دونوں لفظ عربی ہوں"۔

ابو منصور جوالیقی اور شہاب الدین احمد خفاجی دونوں لغت نویسوں نے انجیل کو معرّب بتایا ہے، لیکن انھوں نے اس عجمی لفظ کی نشاندہی نہیں کی، جس کی تعریب کی گئی ہے، ابوالسعادات ابن الاثیر جزری نے النہایہ میں لکھا ہے کہ یہ کلمہ عبرانی ہے یا سریانی یا عربی۔ علّامہ زبیدی نے بھی علمائے لغت کے اس اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ بعض لوگ انجیل کو عبرانی کہتے ہیں بعض سریانی اور بعض عربی۔ لیکن انھوں نے خود اس بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی۔ علماء لغت کے نزدیک قول راجح یہی ہے کہ انجیل کسی غیر زبان کا لفظ ہے جسے معرّب کر لیا گیا ہے لیکن وہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ لفظ کس زبان سے آیا ہے اور اس کی اصلی صورت کیا تھی۔

لفظ انجیل کے بارے میں مغربی علماء کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دراصل یونانی لفظ (ENGGELION) ہے، جو غالبًا آرامی کے توسّط سے عربی میں آیا ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنی بشارت یا خوشخبری ہیں۔ مروّجہ اناجیل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے پیغام کو آسمانی بشارت کہتے تھے، جیسے انھوں نے الجلیل اور فلسطین کے دیگر شہروں اور قریوں میں چل پھر کر سنایا تھا اور اپنے حواریوں سے کہا کہ جاؤ اور لوگوں کو خوشخبری دو کہ آسمانی بادشاہت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ لوقا کی انجیل کے باب چہارم میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰؑ شہر ناصرہ میں یہودیوں کی عبادت گاہ میں گئے اور اشعیا نبی کی کتاب کھول کر یہ عبارت پڑھی کہ "خدا کی روح مجھ پر غالب ہے، کیونکہ اس نے مجھ کو مسح کیا ہے تاکہ میں مسکینوں کو یہ بشارت سناؤں کہ اس نے مجھے اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں شکستہ دل لوگوں کو شفاء دوں، اسیروں کی آزادی کی منادی کروں، جو اندھے ہیں ان کو بینائی عطا کروں، اور جو مظلوم ہیں ان کو آزاد کردوں"۔ چونکہ حضرت عیسیٰ نے اپنی تعلیم اور اپنے پیغام کو بشارت سے تعبیر کیا تھا، اس کی وہ کتاب بھی جن میں ان کی سیرت مدوّن ہوئی اور ان کی تعلیم محفوظ ہوئی، انجیل یعنی بشارت کہلائی۔

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور ان کے اہل وطن کی زبان آرامی تھی، پھر ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے پیغام کے لیے ایک یونانی لفظ کیوں استعمال ہُوا۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کے زمانے میں فلسطین اور مشرقِ وسطیٰ کے اکثر ملکوں میں کئی صدیوں سے یعنی اسکندر اعظم کے زمانے سے یونانی ایک علمی زبان کی حیثیت سے رائج چلی آرہی تھی۔ اگرچہ قدیم یونانیوں کی حکومت مدّت سے زوال پذیر ہو چکی تھی، لیکن ان کے علوم کا سکّہ ابھی تک جاری تھا، اور ان کی زبان کا علمی تسلّط بہت سے ملکوں پر ہنوز قائم تھا۔ لہٰذا حضرت عیسٰیؑ کے مقلّدوں اور مبلّغوں نے اپنے دین کی اشاعت کے لیے اسی عالمگیر علمی زبان سے کام لیا، چنانچہ اناجیل اربعہ یونانی زبان ہی میں لکھی گئی تھیں۔ اور چونکہ حضرت عیسٰیؑ نے اپنی تعلیم کو اور اپنے پیغام کو بار بار بشارت کہا تھا، اس لیے وہ انجیل کے نام سے موسوم ہوئیں جس کے معنی خوش خبری ہیں۔

متاخرین میں سے بعض مشرقی لغت نگار اس بات سے آگاہ تھے کہ انجیل ایک معرّب لفظ ہے۔ چنانچہ غیاث اللغات کے مؤلّف نے لکھا ہے کہ انجیل انگلیون کا معرّب ہے، لیکن اس نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ انگلیون آخر کار کس زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی اور اصطلاحی معنے کیا ہیں۔

انگریزی زبان انجیل کے لیے گاسپل (GOSPEL) کا جو لفظ مستعمل ہے اس کے معنے بھی بشارت ہیں۔ گاسپل گویا انجیل کا لفظی ترجمہ ہے۔

انگریزی لفظ (EVANGEL) بھی مذکورہ بالا یونانی کلمہ سے ماخوذ ہے، چنانچہ اناجیل اربعہ کے مؤلفین کو (FOUR EVANGELISTS) کہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com